عالم اسلام میں کثرت سے رواج پذیر ''رسم جہیز''

(پاکستان کے حوالے سے عصری، عملی اور شرعی صورت حال)

*ارشد منیر لغاری

**ڈاکٹر غلام علی خان

A dowry is the money, goods, or estate that a woman brings to her husband in marriage.Originally, the purpose of a dowry was to provide "seed money" or property for the establishment of a new household, to help a husband feed and protect his family, and to give the wife and children some support if he were to die. Dowry, which is popularly considered as a Hindu custom, has visibly migrated, escalated and embraced in all the areas of the present day Pakistan. It has become an active tradition, norm and religious practice for those who believe that there is an absence of such custom and tradition in their faith. Dowry is an appalling practice. It is not a practice for which there is religious sanction, but it continues to be practiced in Muslim Society today, especially in Pakistan. A large dowry can be an important attribute of status to both men and women family. It is strongly recommended that Government must make a high priority agenda to create a critical mass to combat this institutional violence. Also our mass media need to mature enough to advocate and sensitize all stakeholders. We all should make effort to stimulate a thinking process through generating awareness and sensitization about the institution and practice of dowry and dowry violence in Pakistan. We would highlight the costs and consequences of the custom and institution of dowry.

لغوی معنی:

لفظ جہیز عربی زبان کے لفظ "جھاز" سے ماخوذ ہے جس کا اطلاق اس ساز و سامان پر ہوتا ہے جسکی (مسافر کو دوران سفر یا دلہن کو نئے گھر بسانے یا میت کو قبر تک پہنچانے کے لئے) ضرورت ہوتی ہے، مفردات میں ہے۔

الجھا ز مایُعدُّ من متا ع و غیر ہ والتجھیزُ حملُ ذلك اوبعثه.[1]

---

* لیکچرر، زرعی کالج ڈیرہ غازی خان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

"جہاز اس سامان وغیرہ کو کہا جاتا ہے جو (کسی کے لئے) تیار کیا جاتا ہے اور تجہیر کا معنی ہے اس سامان کو اٹھانا یا بھیجنا"

ابن منظور کے مطابق

"جهاز العروس والميت وجهازهما بمايحتاجان اليه، وكذلك جهاز المسافر". ۲

المنجد میں ھے ."الجها ز للبيت او للمسا فر و للعر و س يحتا ج اليه". ۳

جہاز گھر یا مسافر یا دلہن کے لئے وہ سامان ہے جسکی احتیاج ہوتی ہے۔

نور اللغات کے مطابق "وہ اسباب جو لڑکیوں کو شادی کے وقت مائکے سے ملتا ہے"۔ ۴

فارسی زبان میں اس کا مفہوم یوں درج ہے "جہیز بمعنی ساختگی واسباب ورخت برای دختر"۔ ۵

بلوچی میں جہیز کو ڈاج کہتے ہیں۔ ۶

پنجابی لغت میں جہیز کے درج ذیل معنی ہیں۔ "داج، دیج، دت دات"۔ ۷

جہیز کا اصطلاحی مفہوم:

جہیز کے معنی اسباب اور سامان کے ہیں اصطلاحاً اس سروسامان کو کہتے ہیں جو لڑکی کے نکاح میں اس کے ہمراہ دیا جاتا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف سوشل سائنس کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ

Dowry is the property which a man recieves when he marries,either from his wife or from her family.۸

جہیز ایک جائیداد ہے جو مرد بوقت شادی اپنی زوجہ سے یا اُسکے اہل خانہ سے پاتا ہے۔

سید سابق کے الفاظ میں اصلاحی تعریف کچھ یوں ہے۔

الجها زهو الا ثا ث الذى تعده الزو جةهى واهلهاليكو ن معها فى البيت اذدخل بها الزؤو ج. ۹

(جہاز) جہیز وہ سامان ہے۔ جسے عورت خود اور اس کے ورثاء تیار کرتے ہیں تا کہ جب وہ بیاہ کر خاوند کے گھر جائے تو یہ سامان اس کے ساتھ ہو۔

محمد اکرام چغتائی جہیز کے تحت رقمطراز ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جہیز شادی کے موقع پر والدین کی جائیداد (زیور، کپڑے یا دیگر) کی بیٹی کے نام منتقلی، ......جہیز کو شادی کی حکمت عملی کے ایک حصے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے، تا کہ ایک اچھا جوڑا بنایا جا سکے ...... یہ رسم یورپ اور ایشیاء میں خاص طور پر شادی کے ساتھ وابستہ دکھائی دیتی ہیں۔[۱۰]

شمالی علاقہ جات میں جہیز کے لیے کلیک ملیک، لگنی اور گھر ینو کی اصطلاحیں مستعمل ہیں۔[۱۱]

Dowry is regarded as a gift in cash or kind given to the bridegroom,or to his family members,during,before,or after the solemnization of marriage.[۱۲]

جہیز رقم یا کسی چیز کی صورت میں ایک تحفہ ہے جو دولہا یا اس کے اہل خانہ دوران شادی یا قبل از شادی یا پھر تقریبات شادی کے اختتام پر دیا جاتا ہے۔

چند واقعات

۱۔ وفاقی دارالحکومت کے نواح میں تین حقیقی بہنوں نے خان پور ڈیم میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی کوشش کی تاہم تینوں کو بچالیا گیا، سمرا، صائمہ اور آسیہ نے والدین کی بے بسی اور غربت سے تنگ آ کر یہ فیصلہ کیا، اُن کے مطابق اُن کے والدین انتہائی مفلس اور ضعیف العمر ہیں اور ان کے لیے جہیز تیار نہیں کر سکتے، وہ خود کو والدین پر بوجھ سمجھتی تھی اس لیے اُنہوں نے اپنی زندگی کے خاتمہ کا فیصلہ کیا۔[۱۳]

۲۔ ایک لڑکی رقیہ بتاتی ہے کہ میرے سسرال والے انتہائی لالچی تھے، میری شادی میرے تایا زاد بھائی منظور سے اس لئے کرائی گئی تا کہ جائیداد میں جو حصہ میرے والد کا تھا وہ میرے والدین مجھے جہیز میں دے دیں گے، لیکن شادی میں میرے والد نے تو جہیز کا بھی اہتمام نہ کیا کہ بیٹی جا تو بھائی کے گھر ہی رہی ہے، لیکن سسرال والوں نے جہیز دیکھتے ہی ناک بھوں سکیڑی، میرے سسر، ساس، شوہر اور دونوں نندوں نے میری زندگی حرام کردی، ہر روز یہی سوال ہوتا کہ جاؤ اپنی جائیداد کے کاغذ اپنے نام کرا کے لاؤ، میں شرم اور ڈر کے مارے اپنے باپ کو نہ بتاتی کہ ان کا بھائی کتنا کمینہ اور ذلیل آدمی ہے، لیکن ایک دن میرے گھر والوں کو پتہ چل گیا، میرے والدین نے کہا کہ چلو یہ جائیداد انہی کے نام کر دیتے ہیں، مگر میرے بھائیوں کا خون جوش مارنے لگا۔ انہوں نے جائیداد دینے سے صاف انکار کر دیا، اس بات پر میری ساس نے بیٹے کو قسم دی کہ اس فقیرنی کو ابھی طلاق دے ورنہ میں تیرا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

دودھ نہیں بخشوں گی، چنانچہ میرے شوہر نے مجھے فوراً طلاق دے دی، حالانکہ ہمارا ایک بیٹا بھی تھا، مگر میری ساس نے اور نندوں نے مجھے میرے بیٹے سمیت گھر سے نکال دیا۔ آج میرا بیٹا باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیم ہے۔[۱۴]

محرکات اور فوائد و نقصانات:

نئی زندگی کا آغاز:

اس رسم کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ بیٹی ایک نئے گھر میں جاتی ہے اور اسے ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا ہوتا ہے اسلئے اسے ہر چیز کی ضرورت ہے، اور والدین یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بیٹی کو جیسے والدین کے گھر میں ہر قسم کی آسائش مہیا ہوتی ہے، نئی زندگی اختیار کرنے اور نئے گھر جانے کے بعد کسی قسم کی تنگی محسوس نہ ہو کیونکہ وہ نئے لوگوں میں جاتی ہے، اس لئے وہ ان سے ضروریات کی اشیاء مانگنے میں شرم محسوس کرے گی، اسی لئے شادی کے لئے بیٹی کو جہیز دیا جاتا ہے، تاکہ بیٹی کو نئی زندگی کی سہولتیں اور آسانیاں میسر ہوں۔

معاشی ومعاشرتی اسباب:

رسم متذکرہ کا آغاز معاشی ومعاشرتی اسباب کی بنا پر شروع ہوا، معاشرتی ضروریات زندگی کا پورا ہونا ضروری ہے، چنانچہ انسان ضروریات زندگی کے حصول میں کوشاں ہے۔ جب سے سہولیات کو ضروریات کا درجہ ملا ہے، اسی دن سے ہماری زندگی سراپا تکلیف بن گئی ہے۔ اس صورت حال میں معاشرتی زندگی کی ضروریات کو پورا کرنا ایک انسان کے بس کا روگ نہیں رہا۔ تو والدین نے اس چیز کی ضرورت محسوس کی کہ آج کل کے معاشی ومعاشرتی حالات کے پیش نظر بیٹی کو شادی کے موقع پر ہی وہ تمام اشیاء مہیا کر دی جائیں جو اسے آئندہ زندگی کے لئے ضروری ہونگی۔ اسی لئے والدین نے بیٹی کو جہیز کے نام پر اتنی اشیاء دینی شروع کر دیں کہ اسے کم از کم پانچ سات سال تک کسی چیز کی ضرورت نہ ہو اور اتنے عرصے میں وہ بچت کر کے اپنے آپ کو معاشرے کی سطحی حالت کے برابر کرے، سو اس طرح لوگوں نے جہیز کی رسم کو اپنا لیا۔

> These is the economic burden of providing dowry for a daughter's marriage which makes the girl child a liability for the family[۱۵]

تقلید امراء:

چند لوگ جن کو معاشرے میں امیرانہ حیثیت حاصل ہوتی ہے جہیز کو انہی لوگوں نے رائج کیا ہے ان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے پاس دولت کی فراوانی ہوتی ہے تو وہ دولت کو ہر طریقے سے خرچ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے دولت کا ایک معیار جہیز بھی بنالیا ہے۔آہستہ آہستہ ان کی دیکھا دیکھی معاشرے کے دوسرے افراد نے بھی اس چیز کو اپنالیا اس طرح امراء کی تقلید میں جہیز کی رسم شروع ہوئی۔

دولت کا لالچ:

دولت کا لالچ دے کر نا اہل اور بدصورت لڑکیوں کو اچھے اور شریف گھرانوں میں بیاہنے کے لئے جہیز کا رواج شروع ہوا،لوگ عموماً تعلیم اور حسن سیرت کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ ظاہری شان وشوکت کو دیکھ کر رشتہ کر تے ہیں۔عوام چونکہ ایک دوسرے کی ذہنیت سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں اس چیز کے پیش نظر شادی کے موقع پرلڑکیوں کے ساتھ جہیز کی صورت میں اشیاء اور نقد روپیہ، پیسہ وغیرہ دینے کا رواج شروع ہوا کیونکہ دولت ہر عیب کو چھپالیتی ہے۔رشتوں کے انتخاب میں انسانی خوبیوں کونظرانداز کر کے دولت کو ترجیح دینے کی روش عام ہونے کی روایت نے جہیز کو خاصی اہمیت دی۔

فوائد

صلہ رحمی:

عوام کے ایک طبقے کی رائے ہے کہ جہیز ہمارے بزرگوں کا عطیہ ہے اور ان کے فطری جذبہ محبت و پیار کی پرخلوص کاوش ہے،ان کے مطابق والدین اپنی اولاد کو بڑے ناز ونعم سے پالتے ہیں خواہ وہ امیر ہوں یا غریب ہوں جب ان کی بیٹی شادی کے بعد جدا ہوتی ہے،تو اس وقت ان کا جذبہ محبت اس بات کو گوارا نہیں کر تا کہ رخصت ہوتے وقت ان کی بیٹی خالی ہاتھ جائے،جس میں اس نے اپنی عمر کا ایک حصہ بسر کیا ہوتا ہے اور اس گھر میں سیاہ سفید کی مالک ہوتی ہے۔شادی کے بعد تو اس لڑکی کی حیثیت اس گھر میں مہمان کی ہوجاتی ہے۔چنانچہ اس وقت ان کا جذبۂ محبت جوش میں آتا ہے اور وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ وہ بیٹی کے لئے آسمان کے تارے بھی توڑ کے لے آئیں۔

وراثت کا بدل:

بعض معاشروں میں لڑکی کے لئے وراثت میں کوئی حصّہ نہیں ہوتا تھا۔مثلاً ہندوؤں کے ہاں لڑکیوں کے لئے وراثت میں کوئی حصّہ نہ تھا تو ہندوؤں نے اس کی تلافی کے لئے لڑکیوں کو جہیز دینا شروع کردیا۔

صدیوں تک ہم ہندو معاشرے میں رہے اور یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ ہر ماحول کا اثر بہت جلد قبول کر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تا ہے۔ ہمارے معاشرے پر ہندوؤں کا اثر اب بھی غالب ہے اور اسی وجہ سے ہم نے بھی جہیز کو ایک مستقل رواج کی شکل دے دی حالانکہ اسلام نے عورت اور مرد کے لئے باقاعدہ وراثت کا اصول واضح کیا ہے۔

جہیز کے نقصانات:

جب کوئی رسم معاشرہ میں شروع کی جاتی ہے تو وہ کسی معلوم فائدہ کے تحت ہی شروع کی جاتی ہے۔ لیکن جب وہی رسم معاشرے میں اس طرح رچ بس جائے کہ اس کے چھوڑنے سے معاشرے میں ناک کٹ جائے تو اس کا فائدہ ناپید ہوتا ہے، ایسی ہی رسوم میں ایک جہیز کی رسم ہے جس نے تکلیف دہ رسم کی صورت اختیار کر لی ہے، اس میں ایسی ایسی قباحتیں پیدا ہوئی ہیں جن سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہو رہا ہے۔ اور موجودہ جہیز کے فائدہ کم ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ فوائد ناپید اور نقصانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ذیل میں رسم ہذا کے چند اہم نقصانات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

نمود و نمائش:

اسلامی تعلیمات سے دوری نے ہم میں بہت سی غلط رسوم اور برائیوں نے جنم لیا ہے اور موجودہ جہیز ہماری اپنی تخلیق اور حالات کی پیداوار ہے۔ جس سے سب سے زیادہ نقصان ہمارے دین اور اخلاق کو پہنچایا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر نمائش کے واقعات ہمیں روزمرہ دیکھنے کو ملتے ہیں اور یہ ہماری فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔

"وہی جہیز جو بیٹی کو پہلے صلہ رحمی کے طور پر دیا جاتا تھا۔ موجودہ زمانے میں صرف جھوٹی نمود و نمائش کے لئے دیا جانے لگا ہے اس نمائش نے ہر ایک کو متاثر کیا ہے۔ اس نمائش نے غریبوں کے لئے مصیبت کھڑی کر دی ہے۔ اس واہ واہ کی خاطر ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بڑھ چڑھ کر جہیز مہیا کرے تا کہ اسکی بھی واہ واہ ہو اگر ایسا نہ ہو گا تو اس کی ناک کٹ جائے گی حالانکہ یہ چیز اخلاقی لحاظ سے بہت بری ہے دینی لحاظ سے بھی"[۱۶]

حالانکہ ہمارے مذہب اسلام میں ریا و نمائش کو اللہ نے ناپسند فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں واضح ارشاد موجود ہے

وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۤءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. [۱۷]

وہ لوگ جو کہ اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور اللہ پر ایمان

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہیں لاتے۔

ڈاکٹر انجم رحمانی کے مطابق:

شادی کی اکثر رسمیں فضول خرچی کے مترادف ہیں مثلاً بے تحاشا جہیز اور زیورات تیار کرنا، فقط سہاگ کا جوڑا کئی روپوں میں تیار کرانا، مہندی کی رسم میں بارات سے زیادہ لوگوں کو ایک دوسرے کے گھر لے جانا، جہیز اور وری کی نمائش کرنا، ان فضول رسموں کی وجہ سے اکثر لڑکیوں کی اب شادی بھی نہیں ہو پاتی یا پھر ان کی تیاری میں ان کے بال سفید اور جیب خالی ہو جاتی ہے۔[۱۸]

تفاخر:

جہیز ہی لوگوں میں تفاخر پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے اور فخر وافتخار نے ہی لوگوں کو مجبور کیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ جہیز بنائیں۔ والدین فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ انہوں نے لڑکی کو بہت کچھ دیا ہے۔ جو لوگ شادی میں شرکت کرنے آئے ہیں وہ بھی فخریہ انداز سے کہتے ہیں کہ ہم فلاں شادی میں گئے انہوں نے اپنی بیٹی کو بہت کچھ دیا۔ غرضیکہ اس طرح جہیز معاشرے میں تفاخر پیدا کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تفاخر سے منع فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے۔

اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌم بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ.[۱۹]

یہ دُنیاوی زندگی آخرت کے مقابلے میں محض لہو ولعب ہے اور ظاہری زینت اور باہم فخر کرنا اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بتلانا ہے۔

فخر وغرور کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے انتہائی ناپسند فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ.[۲۰]

اے لوگوں! ہم نے تم کو نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہارے شعوب وقبائل محض تعارف کے لئے بنائے ہیں۔ بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک بڑا شریف وہی ہے جو پرہیز گار ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اسراف وتبذیر:

جہاں جہیز میں ریاء ونمائش وتفاخر کا پہلو نکلتا ہے وہاں اس میں اسراف کا پہلو بھی نکلتا ہے۔ کیونکہ ایک شادی پر جب کوئی بہت زیادہ جہیز دیتا ہے جسمیں ضرورت کی اشیاء کے علاوہ غیر ضروری اشیاء بھی شامل ہوتی ہیں تو یہ اسراف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اسراف سے منع فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ربانی ہے۔

وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ. ۲۱

تم اسراف نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ. ۲۲

بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہوتے ہیں۔

تکاثر:

تکاثر کا مطلب ہے راتوں رات امیر ہو جانا۔ موجودہ زمانے میں دولت کا بھوت ہر انسان پر سوار ہے۔ ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ رات کو سوئے اور صبح کو اُٹھے تو امیر بنے ہوئے ہوں۔

اسی طرح جہیز نے بھی تکاثر کا پہلو پیدا کر دیا ہے۔ ہر لڑکے کی یا لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی شادی ایسی جگہ ہو جہاں سے اتنا مال و دولت ملے کہ امیر ہو جائیں، اور معاشرے کی نگاہ میں ان کے رہنے کا معیار بلند ہو جائے۔

جہیز نے عوام میں دولت کی بے جا طلب پیدا کر دی ہے اور جب لوگوں میں دولت کی طلب بڑھ جائے گی تو ان میں اخلاقی برائیاں پیدا ہوں گی اور دین میں بھی اس سے رخنہ اندازی ہوگی اخلاقی بے راہ روی پیدا ہوگی اور ہر قسم کی برائی پیدا ہوگی۔ اسی لئے قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ. حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ. ۲۳

(دنیاوی ساز و سامان) فخر کرنا (جو کہ علامت ہے محبت وطلب کی) تم کو (آخرت) غافل کیے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبرستان میں پہنچ جاتے ہو۔

حق وراثت سے محرومی:

اگر جہیز نہ بھی دیا جائے تو حکم شرعی کی نفی نہیں ہوتی اور وراثت نہ دینے سے تو حکم شرعی کی خلاف ورزی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہوتی ہے۔قرآن مجید میں وراثت کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ　وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ. ۲۴

مردوں کے لئے بھی حصّہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں اور عورتیں کے بھی حصّہ ہے۔جو چیز والدین اور قرابت دار چھوڑ گئے ہوں۔

اسی سورۃ میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ. ۲۵

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں لڑکے کا حصّہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جہیز خلاف شرعی امور کا بھی باعث بنتا ہے اور نافرمانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

شادی کی راہ میں رکاوٹ:

تعلیم سے فراغت پاتے ہی سب گھروں میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔لڑکے کے لئے تو عموماً یہ انتظار ہوتا ہے کہ وہ برسر روزگار ہو جائے،اس کے برعکس لڑکی کی شادی کے لئے انتظار نہیں کیا جاتا بلکہ لڑکی کے لئے بھاری جہیز کی فکر شروع کر دیتے ہیں۔چونکہ موجودہ زمانے میں حصول معاش میں انتہائی دقتیں پیدا ہوگئی ہیں۔قرآن کریم میں عورتوں کے نکاح کے بارے میں حکم ہے

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. ۲۶

اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں (عورتیں) انکا نکاح کر دیا کرو۔اور اس طرح تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہو اس کا بھی۔اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا اگر چاہے گا تو ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔

جہاں عورتوں کے نکاح کا حکم ہے۔وہاں مردوں کے بارے میں بھی قرآن کریم میں حکم ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ. ۲۷

ایسے لوگوں کو جن کو نکاح کا مقدور نہیں ہے۔ان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو ضبط کریں

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے۔

ان دونوں آیات سے ظاہر ہوا کہ مردوں کے بارے میں شادی نہ ہونے کے بارے میں ضبط نفس کا حکم آیا ہے مگر عورتوں کے لئے یہ حکم نہیں ہے اس سے ظاہر ہوا عورت کی شادی ضروری ہے اور جہیز شادی کو روکنے کا سبب۔

جہیز کی شریعت اسلامی میں حیثیت:

دین اسلام ایک مکمل دین ہے۔جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی ہے قرآن و حدیث نے اساسی اور رہنما اصول بیان فرمادئے ہیں۔پھر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے۔بعد میں ہمارے آئمہ مجتہدین اور فقہاء عظامؒ نے کوئی ایسا مسئلہ نہیں چھوڑا جس کی قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلات نہ بتادی ہوں۔حتیٰ کہ متوقع اور فرضی پیش آمدہ مسائل کے بھی حل بتادئے ہیں۔مسائل اور ضروریات انسانی میں نکاح اور شادی انسان کی طبعی فطری اور بنیادی ضرورت ہے،کوئی وجہ نہیں کہ اسلام جو ایک فطری دین ہے۔اس سلسلے میں اپنے ماننے والوں کی رہنمائی نہ فرمائے۔انسانی نسل اور زندگی کو قائم رکھنے کے لئے نکاح چونکہ ایک ابدی چیز تھی۔اس لئے شریعت اسلامیہ نے اسے کما حقہ اہمیت دی،ازدواجی زندگی کا ایسا کوئی لازمی اور ضروری پہلو نظر نہیں آتا جس میں شریعت نے واضح ہدایات نہ دی ہوں۔نکاح اور اسکے جملہ احکامات قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے بیان ہوئے دور جاہلیت میں چونکہ عورتوں کی عام حیثیت انسان سے گر کر ڈھور ڈنگر کی بن چکی تھی اس لئے قرآن اور صاحب قرآن نے ازدواجی زندگی میں عورتوں کے حقوق اور بہترین معاشرت پر انتہائی زور دیا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اسلام کا دائرہ کار وسیع ہو جانے،مسلمانوں کے مختلف ممالک میں پھیل جانے اور غیر مسلم اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنے کی وجہ سے بعض رسومات دانستہ یا دانستہ پیدا ہو گئی تھیں،جن میں سے ایک رسم جہیز بھی ہے۔اس کے مسلمانوں میں آجانے کی وجہ سے متاخرین فقہاء کے فتاویٰ میں جہیز کے سلسلے میں چند جزوی احکامات ملتے ہیں۔ورنہ قرآن مجید میں کتب احادیث میں متقدمین فقہا کی امہات الکتب میں "باب الجہیز" کے عنوان سے کوئی باب نہیں اگر یہ کوئی شرعی حکم ہوتا تو کوئی وجہ نہ ہوتی کہ جہاں نکاح سے متعلق دیگر احکامات مثلاً نان نفقہ،مہر معاشرت،طلاق عدت وغیرہ تفصیلاً بیان ہوئے وہاں "جہیز" کا بیان نہ ہوتا۔

السید سابق لکھتے ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

وقد جری العرف علی ان تقوم الزوجة و اھلھا با عداد الجھاز و تا ثیث البیت وھو اسلوب من اسالیب ادخال السرور علی الزوجة بمناسبة زفافھا.۲۸

یہ ایک عرف ہے کہ بیوی اور اس کے گھر والے جہیز اور گھر کا ساز وسامان تیار کرتے ہیں اور دوسرے یہ کہ عورت کے نئے گھر میں جانے کی مناسب عورت کو خوش کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

جس طرح دیگر کئی ایک رسوم اور عرفوں کو جن میں کوئی شرعی قباحت یا ممانعت نہ تھی قبول کر لیا گیا، اسی طرح اس عرف (جہیز) کو بھی اپنا لیا گیا ورنہ یہ کوئی شرعی حکم یا نکاح کا کوئی لازمی جزو نہیں ہے۔

جہیز دینا خاوند کی ذمہ داری ہے:

بیوی کی جملہ جائز ضروریات اور اخراجات کا شرعاً ذمہ دار خاوند ہے۔

ہدایہ میں ہے:

النفقة واجبة للزوجة علی زوجھا مسلمة کانت او کافرةً اذا سلمت نفسھا الٰی منزلہ فعلیہ نفقتھا و کسوتھا و سکناھا والا صل فی ذالك قولہ تعالٰی لینفق ذو سعة من سعتہ.۲۹

بیوی مسلمان ہو یا کتابیہ، اس کا ہر قسم کا خرچہ خاوند پر واجب ہے، جبکہ وہ (بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کر دے اور اس کے گھر منتقل ہو جائے اس خرچہ میں اس کی خوراک، لباس اور رہائش کے لئے مکان داخل ہے۔ اور اس حکم کی بنیاد باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔

بیوی ہوتے ہوئے سکنی (رہائش کے لئے مکان) کا دینا تو واجب ہے ہی بعد از طلاق بھی دوران عدت بیوی کے لئے سکنی مہیا کرنا لازمی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ.۳۰

ان (مطلقات) کو اپنی حیثیت کے موافق رہنے کا مکان دو، جہاں تم رہتے ہو، ظاہر ہے جب رہنے کا مکان خاوند کے ذمہ ہے تو ایک مکان میں رہنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے، اور اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور سونے کے لئے جن اشیاء کا استعمال میں لانا ضروری ہے، اور جن کو ہماری اصطلاح میں "جہیز" کہا جاتا ہے، وہ بھی خاوند ہی کے ذمہ واجب ہوں گی۔ الاحوال الشخصیہ میں محمد ابوزہرہ "متاع

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

البیت" کے عنوان سے فقہاء حنفیہ کی رائے بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

رای الحنفية وهو ان اعداد البيت على الزو ج لأن النفقة بكل انوا عها منطعم و ملبس و مسكن عليه و اعدادالبيت من المكسن فكان مقتضى هذا الا عداد على الزو ج اذاالنفقة بكل انوا عها تجب عليه وا لمهر ليس عو ض الجها ز، لا نه عطاء و نحلة كما سما ه القر آن، فهو ملك خا لص لها و هو حقها على الز و ج بمقتضى احكام الز وا ج، و ليس ثمة من مصا در الشر يعةما يجعل المتا ع حقا على المر ئة ولا يثبت حق من حقو ق الز وا ج من غير دليل.

حنفی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ گھر (اور گھریلو سامان) کی تیاری خاوند کی ذمہ ہے کیونکہ ہر قسم کا خرچہ مثلاً کھانا لباس اور رہائش کی جگہ دینا اس پر واجب ہے اور گھریلو ساز وسامان (جیسے عرف عام میں جہیز کا نام دیا جاتا ہے۔) رہائش کے مکان میں داخل ہے پس اس اعتبار سے گھر یلو ساز وسامان کی تیاری خاوند پر واجب ہو یہ۔ حق مہر جہیز کا عوض نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ صرف اور صرف عطیہ ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کا نام نحلۃ (عطیہ) رکھا۔ وہ خالصۃ بیوی کے مالک ہے اور خاوند پر اس کا حق ہے۔ مصادر شریعت میں سے کوئی ایسی دلیل نہیں جسکی بنیاد پر گھریلو ساز وسامان کی تیاری کو عورت کا حق قرار دیا جاسکے۔ اور بغیر کسی دلیل کے کبھی کوئی حق ثابت نہیں ہوتا۔

سید سابق نے اسی چیز کو مزید وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں

المسوؤ ل عن اعد اد البيت اعداداً شر عياً، و تجهيز كل ما يحتا ج له من الاثا ث، والفر ش والادو ات، فهو الزو ج، والزو جة لاتسال عن شئی من ذا لك مهما كان مهرها حتى ولو كا نت زيا دة المهر من اجل الاثا ث ،لان المهر انما تستحقه الزوجة، فی مقابل الاستمتا ع بها،لا من اجل اعداد الجهاز لبيت الزوجية، فا لمهر حق خا لص لها، ليس لأ بيها، و لالز و جها ،ولالأحد حق فيه. ۳۱

گھر کی شرعی تیاری اور گھر کے لئے ہر اس چیز کا مہیا کرنا جس کی احتیاج ہوتی ہے مثلاً

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سامان بستر سے برتن وغیرہ کا مسئول (ذمہ دار) خاوند ہے۔ان اشیاء ضرورت میں سے کسی بھی شے کے متعلق عورت سے سوال نہیں کیا جائے گا۔حتیٰ کہ اگر مہر کی رقم سامان بیت کی نیت سے زیادہ رکھی جائے تو بھی عورت پر سامان بیت لازم نہیں کیونکہ مہر کی رقم اس عورت سے فائدہ اٹھائے جانے کے مقابلے میں ہے نہ کہ سامان جہیز کی تیاری کے لئے مہر صرف اور صرف اس کا حق ہے جس میں نہ اس کے والد اور نہ ہی کسی اور شخص کا حق ہے۔

عین شادی کے موقعہ پر جہیز لازم نہیں:

یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ سامان جہیز شرعاً خاوند کے ذمہ واجب ہے۔جب بیوی اس کے گھر جائے گی تو اس کی جملہ جائز ضروریات (نہ کہ تعیّشات) کا وہ ضامن ہوگا۔مگر اس پر یہ لازم نہیں کی عین شادی کے موقعہ پر (جیسا کہ ہمارے معاشرے میں رواج ہے۔) سامان جہیز لاکر لوگوں کے سامنے رکھے اگر چہ اس کا گھر پہلے سے بھرا پڑا ہو دور نبویؐ میں سوائے حضرت فاطمہؓ کے شادی کے موقعہ کے کوئی ایسی شادی نظر نہیں آتی کہ عین شادی کے موقعہ پر خاوند کی طرف سے سامان جہیز دیا گیا ہو،حضرت فاطمہ الزہراؓ کے سامان جہیز کی تیاری کی پیشگی ضرورت بھی صرف اس لئے آئی تھی کی حضرت علی المرتضیٰؓ آپ ﷺ کے زیر کفالت تھے،اور ان کا الگ کوئی مکان یا گھریلو ساز وسامان نہ تھا۔ورنہ آنجنابؐ کی باقی تینوں بناتِ طاہرات کی شادیوں کے موقع پر ایسا نہیں ہوا نہ ہی آنجنابؐ کی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کے موقع پر کسی قسم کا جہیز دیا گیا ہے۔شرعی طو ر پر گھریلو ساز وسامان جب پہلے ہی خاوند کے ذمہ ہے اور اسے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ مجھے لامحالہ یہ اشیاء بیوی کو مہیا کرنا ہیں تو عین شادی کے موقع پر ان کا دکھانا عبث ہے،آخر زندگی بھر بیوی نے جو کچھ کھانا ہے، پہننا ہے دوا کرنا ہے،وغیرہ وغیرہ وہ تو کوئی نہیں دکھاتا،حضور اکرم ﷺ کے زمانے ہی کا ایک واقعہ ہے۔

عن خیثمة قال زوج النبی ﷺ امرء ثم جهز ها الیٰ زو جها و لم یعطها شیئاً. ۳۲

حضرت خیثمہؒ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک عورت کا نکاح کر دیا پھر اسے تیار کر کے اس کے خاوند کی طرف بھیج دیا حالانکہ اس خاوند نے اسے کوئی چیز نہ دی تھی۔اس طرح بعد کے ادوار میں بھی کہیں تذکرہ نہیں ملتا کہ عین شادی کے موقعہ پر سامان جہیز دینے کا رواج ہو۔

عین شادی کے موقعہ پر جہیز کے لازمی نہ ہونے کے سلسلے میں حلیۃ الاولیاء میں مندرج ایک واقعہ سب کے لئے باعث سبق ہے،جس کا ماحاصل یہ ہے کہ مشہور تابعی سعید بن المسیبؒ کے پاس ایک آدمی آیا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جایا کرتا تھا۔ایک مرتبہ وہ کئی دن غائب رہا اور کافی عرصے کے بعد آیا تو حضرت سعید نے غائب رہنے کی وجہ دریافت کی ۔اس نے بتایا کہ اس کی بیوی فوت ہوگئی تھی لہذا مصروف رہا۔حضرت سعید نے اس سے پوچھا "کیا تو نے دوسری شادی کر لی"اس نے بتایا کہ "میں فقیر آدمی ہوں مجھے کون رشتہ دے گا؟"حضرت سعید نے دو درہم مہر کے عوض وہیں نکاح اپنی بیٹی سے کر دیا۔وہ آدمی جب گھر چلا گیا تو شام کو خود اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر چھوڑ آئے۔حضرت سعید نے اپنی بیٹی کا یہ رشتہ خلیفہ وقت کو بھی نہیں دیا تھا۔۳۳

اس واقعے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی ہے۔کہ شادی کے موقع پر خاوند یا بیوی کی طرف سے سامان جہیز دیا جانا ضروری نہیں۔اور نہ ہی یہ کوئی نکاح اور شادی کا لازمہ ہے۔ورنہ سعید بن مسیّب جیسا متبع سنت تابعی اس کی خلاف ورزی نہ کرتا۔

لڑکی یا اس کے والدین سے جہیز کا مطالبہ ناجائز ہے:

یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ سامان جہیز خاوند کی ذمہ داری ہے اور وہ جملہ ضروری گھریلو اشیاء کے مہیا کرنے کا پابند ہے۔لہذا خاوند کو اس بات کا قطعاً حق نہیں۔کہ وہ بیوی یا اس کے والدین سے جہیز کا مطالبہ کرے یا انہیں مجبور کرے المحلی لابن حزم میں ہے۔

و لا یجو زا ن تجبر المرا ء ة علی ان تتجهز الیه بشی اصلاً لا من صد اقها الز ی اصـد قهـا و لا من غیر ه من سا ئر ما لها و الصد ا ق كله لها تفعل فیه كله ما شـا ء ت لا ازن للزو ج فی ذا لك و لا اعتر ا ض و هو قو ل ابی حنیفة وا لشا فعی وا بی سلیما ن و غیرهم. ۳۴

عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ خاوند کے پاس سامان جہیز لائے۔نہ ہی اس مہر کی رقم جو خاوند نے اسے دی ہے اس کے دوسرے اپنے مال سے مہر سارے کا سارا اس کی ملکیت ہے اس میں وہ جو چاہے کرے خاوند کو اس میں کسی قسم کے دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔یہ قول امام ابوحنیفہ،امام شافعی اور ابی سلیمان وغیرہ کا ہے۔

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں ہے۔

فـا ز اتـز و جها علی الف جنیه مهرا ،و كا نت العا دة ان مثل هذا المهر یقا بل بجهاز كبیر یلیق بحا لهما و لكنها لم تفعل فا نه لا حق للز و ج فی مطا لبتها با لـجهـا ز ......فـا نـه جـب عـلـی الـر جـل ان یـعد للمر ئة محلا یشتمل علی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حاجیات المعیشة . ۳۵

اگر کوئی آدمی ایک ہزار مہر پر کسی عورت سے نکاح کرے اور عادت یہ ہو کہ اتنا مہر ایک بڑے جہیز کے مقابلے میں ہو مگر وہ عورت ایسا نہ کرے (جہیز نہ لائے۔) تو خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ اس سے جہیز لانے کا مطالبہ کرے۔ آدمی پر واجب ہے کہ وہ عورت کے لئے ایسی رہائش کی جگہ تیار کرے جو ضروریات زندگی پر مشتمل ہو۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

الصحیح انه لا یرجع علی ابی المراة لبشئی لان المال فی التکاح غیر مقصود. ۳۶

صحیح یہ ہے کہ خاوند بیوی کے باپ سے کسی شے کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ مال نکاح میں مقصود نہیں ہے۔

نکاح تجارت نہیں:

نکاح شریعت کی نگاہ میں محض شہوات کی تسکین کا ذریعہ نہیں۔ اس عقد سے متعدد دینی دنیاوی ظاہری باطنی جسمانی روحانی معاشی معاشرتی اور عمرانی فوائد مقصود ہیں۔ قرآنی مفہوم میں نکاح اولاً میاں بیوی کے درمیان اور پھر میاں بیوی کے خاندانوں کے درمیان تسکین محبت ومودت، شفقت اور رحمت اور تعلق ونسبت کا ایک موثر سبب ہے۔ آنجنابﷺ نے شادیاں اسی نقطہ نگاہ سے فرمائیں۔ یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سوا آپؐ کی تمام ازدواج مطہرات بیوہ تھی۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس پاکیزہ رشتہ کو تجارت کا درجہ دے دینا ذریعہ آمدن بنالینا جائز نہیں۔ تمام کتاب احادیث میں کتاب النکاح کے اندر ایسی بہت سی روایات جن میں رحمت دو عالمﷺ نے مال ومنال اور دولت وثروت کے حصول کے طمع میں نکاح کرنا ناپسند فرمایا ہے۔ صرف ناپسند ہی نہیں بعض احادیث میں منع فرمایا ہے۔ مثلاً ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے:

عن عبداللہ بن عمرو قال رسول اللہ لا تزوّجوا النساء لحُسنهن فعسی حسنهن ان یردیهن ولا تزوجوهن لاموالهن فعسی اموالهن ان تطفیهن ولکن تزوجوهن علی الدین. ۳۷

عورتوں کے ساتھ محض ان کے حسن وجمال کیوجہ سے نکاح نہ کرو، شائد حسن ہی ان کو تباہ کردے، اور نہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہی محض ان کے اموال کے لالچ میں ان سے نکاح کرو، شائد مال ہی ان کو شرارت میں ڈال دے، البتہ تم دین کو دیکھ کر ان سے نکاح کرو۔

لہذا لڑکے والوں کو یہ جائز نہیں کہ وہ لڑکی والوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی اس مجبوری کی وجہ سے منہ مانگا سامان جہیز وصول کریں اور نہ ہی لڑکی والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ لڑکے والوں کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔

جہیز باعث تسکین نہیں:

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عورت اگر خاوند کے گھر اپنے ساتھ سامان جہیز بھی لائے تو یہ "سکون کا سامان ہوگا" کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ:

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً. ۳۸

(ترجمہ) اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمہارے ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے) درمیان محبت اور وہمدردی پیدا کر دی۔

لوگوں کی طرف سے سامان جہیز کو لتسکنوا الیھا کی مراد کے قریب قرار دینا محض ایک مفروضہ ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں۔ صرف مال و دولت یا ساز و سامان سے کم ہی قلبی یا ذہنی سکون نصیب ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس دنیا کی ریل پیل ہوتی ہے۔ مگر زندگی میں اطمینان و سکون نامی چیز سے محروم ہوتے ہیں۔ میاں بیوی کا اگر جوڑ نہیں، ان کے خیالات و نظریات ایک جیسے نہیں یا جہاں عورت کو اس کی حیثیت کے مطابق مرتبہ و مقام نہیں دیا جاتا تو وہاں محض سامان جہیز اس کے نباہ کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ ہمارے اس معاشرہ میں بیسوں ایسی مثالیں ہیں کہ عورت لکھ پتی اور کروڑ پتی آدمی کو چھوڑ کر ایسے آدمی کے ساتھ گزر راہ کر لیتی ہے جو اتنا امیر کبیر نہیں ہوتا ایک خیال یہ بھی ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ جہیز لڑکی کو دیا جائے گا سسرال میں اس کی قدر و منزلت بڑھے گی۔ حالانکہ بسا اوقات حد سے زیادہ جہیز دینا لڑکی کے حق میں اُلٹا بھی ثابت ہوتا ہے، شکی سسرال کی عورتیں جہیز کی زیادتی کو منفی رنگ لیتی ہیں۔

جنی وہ اوفی وکھ"

''جتنا زیادہ جہیز دو گے اتنی زیادہ خاک اڑے گی''

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک اور پنجابی کہاوت ہے، آ ؤں تیگیاں وسن چنگیاں، آ ؤں بھر کے وسن ڈر کے، (بغیر جہیز کے آنے والی بہوئیں خوب مزے سے بستی ہیں جب کہ زیادہ جہیز لانے والی ڈر کے رہتی ہیں)۔

لہذا سامان جہیز کو "سکون کا سامان" اور ارشاد قرآنی "لتسکنو الیھا " کی مراد کے زیادہ قریب سمجھا محض ایک مفروضہ ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔

والدین کا جہیز دینا درجہ مباح ہے:

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شادی پر لڑکی کو والدین کا جہیز دینا کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ نہ ہی یہ لازمہ نکاح ہے اور نہ ہی یہ سنت ہے۔ جہیز کا جملہ سامان مہیا کرنے کا ذمہ دار خاوند ہے۔ گھریلو ساز و سامان تو الگ رہا نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے خوشبو بھی مہر کی رقم سے منگوائی، یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آنجناب ﷺ اگر چاہتے تو احد پہاڑ کو سونا بنا سکتے فاطمہؓ کے جہیز میں دے دیتے۔ اس کے باوجود جب یہ رسم (والدین کا شادی کے موقعہ پر سامان جہیز دینا) ہمارے معاشرے میں آ گئی ہے۔ صرف آ ہی نہیں گئی بلکہ جڑ پکڑ چکی ہے۔ دوسرے یہ کہ فطری اور پدری تقاضوں کے مطابق کوئی والد نہیں چاہتا کہ وہ اپنی نور نظر اور لخت جگر کو ہمیشہ کے لئے گھر سے رخصت کرتے وقت بطور نشانی ساتھ کچھ نہ دے تو اس رسم کو چند قیود کے ساتھ "الاصل فی الاشیاء الالباحۃ " کے تحت مباح کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اور ہمارے بعض متاخرین فقہاء نے اس کو اپنی کتابوں مثلاً فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ شامی وغیرہ میں جگہ دی ہے، لیکن اس کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پاک ذات کی طرف منسوب کر کے جو ایک مذہبی تقدس دیا جاتا ہے اور اس مذہبی تقدس کی آڑ میں جو نمود و نمائش اور اظہار دولت کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور برتری حاصل کرنے کی جو سعی نا مشکور کی جاتی ہے وہ بہر کیف غلط، ممنوع، خلاف شرع اور خلاف قرآن و سنت ہے۔

خلاصۂ بحث:

جہیز ایک ثقافتی رسم کے طور پر ہمارے معاشرے میں نافذ العمل ہے اور ہندو معاشرے سے ہمارے ہاں منتقل ہوئی ہے۔ جس ہندو معاشرے سے یہ رسم آئی تھی وہ تو اس کے بھیانک انجام کو دیکھ کر پابندیاں لگا رہے ہیں اور ہم مسلمان ہو کر اس کو تحفظ اور دوام بخش رہے ہیں۔ ہم نے اسے شادی کا ایک ایسا لازمہ تصور کر لیا ہے جس کے بغیر شادی ہی نہیں ہو سکتی اور جسکی وجہ سے معاشرہ میں کئی ایک معاشی، معاشرتی اور اخلاقی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جہیز میں یہ بات ضروری ہے کہ بقدرِ ضرورت وحاجت سامان ہونا چاہیے۔ بلاضرورت زیادہ ساز وسامان شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہے۔ ایسے سامان کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ جس کے استعمال کی زندگی بھر نوبت نہ آئے اور صرف کمروں کی زینت بنا رہے۔ نہ دین کا فائدہ اور نہ دُنیا کا فائدہ۔ اور پھر اس مقصد کے لئے بلاضرورت اتنا قرض اٹھانے کی کیا ضرورت کہ انسان بعد میں ساری زندگی قرض تلے کراہتا رہے۔

شادی کے موقع پر سامان جہیز برادری یا اہل محلّہ کو دکھانے سے بہت سی معاشرتی خرابیاں جنم لیتی ہیں، یہ عمل دکھاوا فساد کی بنیاد ہے۔ اسی سے مسابقت کا جذبہ اور رجحان پیدا ہوتا ہے۔ والدین آخر اپنی بیٹیوں کو صرف شادی کے موقع پر ہی تو نہیں دیتے وہ تو ساری زندگی حسب توفیق اپنی بیٹیوں کو ہدایا وتحائف دیتے رہتے ہیں۔ شادی کے بعد جو کچھ دیا جاتا ہے وہ تو کبھی نہیں دکھایا گیا۔ جب معاملہ یوں ہے تو پھر شادی کے موقعہ پر یہ ساز وسامان دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ راقم بحث ہذا کو شہزاد اقبال کے ان الفاظ سے سمیٹتا ہے کہ موجودہ دور میں جہیز والدین کا خود اختیاری ہے، جو جائز وسائل کے اندر رہتے ہوئے، بغیر فریق مخالف کے مطالبہ پر دیا جائے تو اس میں بظاہر کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن چونکہ اس کے باعث معاشرے میں دوسری عورتوں کی شادیوں پر برا اثر پڑتا ہے، اس لئے بہتر یہی ہے کہ والدین خاموشی سے، بغیر کسی کو بتائے، مناسب رقم اپنی بیٹی کے حوالے کر دیں، تاکہ دوسرے بطور مثال بیان نہ کر سکیں۔ [۳۹]

حوالہ جات

۱۔اصفھانی، امام راغب، المفردات فی غریب القرآن، کتاب الجیم، ص:۱۰۱(نور محمد کارخانہ کراچی، س۔ن)

۲۔ابن منظور،محمد بن مکرم،لسان العرب، فصل الجیم،۵/۳۲۵ (دارصادر، بیروت، س۔ن)

۳۔لوئیس معلوف،المنجد،ص:۱۷۲(دارالاشاعت کراچی،،۱۹۹۱ء)

۴۔نیئر،نورالحسن،مولوی،نوراللغات(نیشنل بک فاؤنڈیشن،اسلام آباد،۲۰۰۶ء)۱۲۶۵/۱

۵۔زکی،حاجی محمد،غیاث اللغات(ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی س۔ن)ص:۱۵۹

۶۔مری،مٹھا خان،اردو بلوچی لغت(عطا شاد مرکزی اردو بورڈ گلبرگ، لاہور،س۔ن)ص:۲۸۲

۷۔پنجابی،ارشاد احمد،اردو پنجابی لغت(مرکزی اردو بورڈ گلبرگ لاہور،س۔ن)ص:۲۷

8-Max Radin,Encyclopedia of Social Sciences, The Macmillan Company

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

MCML (New York, 1950)5/230

۹۔السید سابق، فقہ السنہ (دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۵ء)۲/ ۱۶۷

۱۰۔تشریحی لغت (اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء) ص:۲۵۲

۱۱۔ پاکستان کا ثقافتی انسائیکلوپیڈیا، شمالی علاقہ جات، شمالی علاقہ جات (الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۴ء) ۱/ ۹۰

12-Devasia,leelamma,Female criminals and female victims,Dattsons Publishers,Nagpur,India,1989.P,141

۱۳۔روزنامہ جنگ، لاہور، ۱۰ اگست ۲۰۰۹ء

۱۴۔عارفہ خان، عکس زن (برائٹ بکس، لاہور، س۔ن) ص:۱۳۱-۱۳۲

15. Socio-Economic Political Status and Women and Law in Pakistan, P;115

۱۶۔اصلاح الرسوم، ص:۷۰

۱۷۔البقرۃ،۲:۲۶۴

۱۸۔پنجاب، تمدنی ومعاشرتی جائزہ (الفیصل ناشران لاہور، ۱۹۹۸ء) ص:۳۲۹

۱۹۔المائدہ،۵:۲۰　　　۲۰۔الحجرات،۴۹:۲۳

۲۱۔الاعراف،۷:۳۱　　　۲۲۔بنی اسرائیل،۱۷:۲۷

۲۳۔التکاثر،۱۰۲:۱-۲　　　۲۴۔المائدہ،۵:۳۸

۲۵۔النساء،۴:۷　　　۲۶۔النساء،۴:۱۱

۲۷۔النور،۲۴:۳۲

۲۸۔فقہ السنہ،۲/ ۱۶۷

۲۹۔الہدایہ، کتاب الطلاق، باب النفقۃ،۲/ ۳۰

۳۰۔الطلاق:۶۵:۶

۳۱۔فقہ السنہ،۲/۱۶۷

۳۲۔ مصنف عبدالرزاق، باب مایحل للرجل من امرأۃ ولم، ۱۸۲/۶(۱۰۴۲۸)

۳۳۔اصفہانی، ابی نعیم، حلیۃ الاولیاء،۲/ ۱۹۱

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۳۴۔ابن حزم،ابو محمد علی بن احمد بن سعید،المحلیٰ(دارالفکر بیروت،س۔ن) کتاب النکاح، ۹/۵۰۷

۳۵۔الجزیری،عبدالرحمٰن،کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ،مترجم منظوراحسن عباسی (شعبہ مطبوعات،محکمہ اوقاف، پنجاب،لاہور،۱۹۷۷ء)۴/۱۹۸

۳۶۔الشیخ نظام،مولانا،الفتاوی الھندیۃ المعروفۃ بالفتاوی العالمگیریۃ (دارالکتب العلمیۃ،بیروت،۲۰۰۰ء) ۱/۳٦۰

۳۷۔ابن ماجه، كتاب النكاح، باب تزويج ذات الدين،(۱۸۵۸)، ۳/۹۵

۳۸۔الروم،۳۰:۲۱

۳۹۔اسلام میں عورت کی استثنائی حیثیت اوراس کی وجوہ،ص:۱۸

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.